ایاس بن معاویہ المزنی

ماخوذ: صور من حیاۃ التابعین

ایاس رحمہ اللہ کی پاکیزگی کو مثالی قرار دیتے ہوئے شاعر ابو تمام نے درج ذیل شعر کہا ہے: "حاتم طائی کی سخاوت 'احنف کی بردباری اور ایاس کی ذہانت و فطانت اور زود فہمی اور عمرو بن معدی کرب کا میدان شجاعت میں اقدام میرے ممدوح احمد بن معتصم کی خوبیوں میں شامل ہے۔

(ابو تمام)

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز نے اپنی وہ رات نہایت [illegible] رہے خوابی کی حالت میں گذاری نہ تو ان کی آنکھ جھپکی اور نہ انہیں کسی پہلو کوئی سکون و اطمینان نصیب ہوا۔ دمشق کی سرد راتوں میں اس رات جس معاملے نے انہیں مشغول و مصروف رکھا تھا وہ بصرہ کے لئے کوئی قاضی (جج) مقرر کرنے کا معاملہ تھا۔ جو لوگوں کے درمیان میزان عدل (عدل و انصاف کا ترازو) قائم کرے۔ اور احکام الٰہی کے مطابق ان کے فیصلے کرے اور حق کے معاملے میں کوئی خوف اور چاہت اس کا راستہ نہ روکے۔ ان کی نگاہ انتخاب دو آدمیوں پر پڑی۔ جو دین کی سمجھ بوجھ فہم و ادراک اور حق کے معاملہ میں سختی کے طور پر تیز رفتاری اور دوسری خوبیوں میں دو برابر درجے کے گھوڑوں کی طرح مشہور تھے۔ یعنی ان دونوں فقہاء کے درمیان یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ ان میں سے کون زیادہ افضل اور قابل ترجیح ہے۔ روشنی 'فکر و تدبر' دین کے فہم و ادراک میں تیز نگاہی اور گہرائی کے لحاظ سے بھی وہ دونوں برابر درجے پر فائز تھے۔ جب وہ ان میں سے کسی ایک میں کوئی خوبی پاتے جو اسے دوسرے ساتھی پر ترجیح دینے کا باعث ہو سکتی تو دوسرے میں اس کے مقابلے کی کوئی اور خوبی پاتے تھے۔ جب اسی سوچ بچار میں صبح ہوئی تو انہوں نے اپنے عراق کے گورنر عدی بن

بن ارطاۃ کو بلایا وہ اس دن دمشق میں تھے عمر بن عبدالعزیز نے اس سے کہا: "اے عدی! ایاس بن معاویہ مزنی اور قاسم بن ربیعہ حارثی کو اکٹھے بلا کر ان سے بصرہ کی قضا (اعلیٰ عدالتی منصب) کی بات کر اور منصب عدالت ان میں سے ایک کے سپرد کر دے۔

اس نے کہا: "اے امیرالمومنین اس حکم پر ابھی عملدرآمد ہوگا" اس نے ایاس اور قاسم کو جمع کیا اور کہا: "امیرالمومنین نے (اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو طول عطا فرمائے) مجھے حکم دیا ہے کہ میں بصرہ کا منصب عدالت تم دونوں میں سے ایک کے سپرد کر دوں سو آپ کا کیا خیال ہے؟" اس کے جواب میں ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے بارے میں کہا کہ اس منصب کا وہ زیادہ اہل ہے اس کے ساتھ ہی اس کے علم و فضل اور دین کے بارے میں فہم و ادراک کا خوب تذکرہ کیا۔ بصرہ کے گورنر عدی نے کہا: "آپ اس امر کا قطعی فیصلہ کئے بغیر میری اس مجلس سے نہیں جاسکتے" ایاس نے اس سے کہا:

اے امیر گورنر! آپ ہمارے بارے میں عراق کے دو فقیہوں حسن بصری اور محمد بن سیرین سے دریافت کیجئے اس لئے کہ وہی ہمارے درمیان فرق و امتیاز کے سمجھیں کی صلاحیت رکھتے ہیں" جناب قاسم تو ان دونوں کے پاس آتے جاتے تھے اور ان کا بھی قاسم کے پاس آنا جانا تھا۔ مگر ایاس کا ان کے ساتھ کوئی ربط و تعلق نہ تھا۔ حضرت ایاس کی مذکورہ تجویز سے قاسم نے جان لیا کہ وہ انہیں اس منصب میں پھنسا دینا چاہتے ہیں اور یقیناً" امیر نے جب ان سے مشورہ لیا تو وہ دونوں بیک زبان ایاس کی بجائے اسی یعنی قاسم ہی کا نام پیش کریں گے تو ان سے نہ رہا گیا اور فوراً" امیر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے:

"جناب امیر! میرے اور ایاس کے بارے میں کسی سے نہ پوچھئے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بلاشبہ دین کے بارے میں ایاس مجھ سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والے اور منصب عدالت کی ذمہ داری کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ سو اگر میں اپنی اس قسم میں جھوٹا ہوں تو عدالت کا منصب میرے سپرد نہ کیجئے جبکہ میں جھوٹ کا ارتکاب کر

چکا ہوں۔ اور اگر میں سچا ہوں تو زیادہ علم و فضل والے آدمی کی بجائے کم علم آدمی کی طرف مائل ہونا اور منتخب کرنا آپ کے لئے جائز نہیں ہے" اس گفتگو کے بعد ایاس امیر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے "اے امیر! بیشک آپ نے ایک آدمی کو منصب عدالت کے لئے بلایا اور اسے جہنم کے کنارے لا کھڑا کیا تو اس نے اپنی جان کو ایک جھوٹی قسم کے ساتھ جہنم سے بچالیا وہ تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے میں دیر نہیں کرے گا اور جھوٹی قسم کے انجام سے اپنے نفس کو بچالے گا۔

عدی نے کہا: "جو شخص تیری طرح سمجھ بوجھ فہم وادراک اور گفتگو سے نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہی منصب قضا پر فائز ہونے کا زیادہ اہل ہے" چنانچہ اس نے بصرہ کا عہدہ عدالت حضرت ایاس رحمہ اللہ کے سپرد کردیا۔ یہ کون ہیں جنہیں خلیفہ راشد وزاہد عمر بن عبد العزیز نے بصرہ میں اپنا جج مقرر کیا تھا؟ کون ہیں جن کی ذہانت 'فطانت اور زود فہمی (کسی معاملے کی حقیقت کو تیزی کے ساتھ سمجھنے) کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں؟ جس طرح حاتم طائی کی سخاوت 'احنف بن قیس کی بردباری اور معدی بن کرب کے میدان اور مہمات کی طرف آگے بڑھنے کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ابو تمام نے احمد بن معتصم کی مدح کرتے ہوئے اپنے شعر میں ان کی خوبیوں کے ساتھ حضرت ایاس کی ذکاوت اور تیز فہمی کا ذکر بھی کیا ہے۔

اقدام عمرو فی سماحۃ حاتم
فی حلم احنف فی ذکاء ایاس

آیئے اس عظیم شخص کی زندگی کا قصہ شروع سے بیان کریں:۔

اس شخص کی سیرت نیک اعمال پر ابھارنے والی اور عجیب و غریب' بے نظیر اور اعلیٰ درجے کی سیرت ہے۔

ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی نجد کے علاقہ یمامہ میں ۴۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور خاندان کے ساتھ بصرہ میں منتقل ہوئے۔ وہیں پروان چڑھے اور تعلیم حاصل کی۔

آغاز جوانی میں وہ دمشق آتے جاتے رہے اور باقی زندہ صحابہ کرام اور جلیل القدر تابعین میں سے جن کو پاتے تھے ان سے علم دین حاصل کرتے تھے چنانچہ اس مزنی نوجوان پر خاندانی شرافت و عظمت اور ذہانت کی علامات اس کے بچپن ہی سے ظاہر ہونے لگیں۔ وہ ابھی چھوٹے بچے ہی تھے، کہ لوگ ایک دوسرے کے پاس ان کے عجیب و غریب حالات بیان کرنے لگے۔ ان کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ذمی یہودی کی درسگاہ میں حساب کا علم سیکھ رہے تھے تو استاد کے پاس اس کے یہودی دوست جمع ہوئے اور آپس میں دینی معاملات و مسائل کی باتیں کرنے لگے اور ایاس ایسی جگہ سے خاموشی سے ان کی طرف متوجہ تھے جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ معلم نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "کیا تم مسلمانوں پر تعجب نہیں کرتے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ جنت میں خوب کھائیں پئیں گے۔ مگر بول و براز نہیں کریں گے۔ ایاس استاد کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: "اے میرے استاد محترم! کیا آپ مجھے اس سلسلہ میں بولنے کی اجازت دیتے ہیں جس میں وہ بحث و تمحیص کر رہے ہیں؟" استاد نے فرمایا: "جی ہاں"

تب نوجوان نے کہا: "کیا ہر وہ چیز جو دنیا میں کھائی جاتی ہے براز و پاخانے کی راہ نکل جاتی ہے؟" معلم نے جواب دیا: "نہیں" تو جوان نے کہا "پھر جو چیز جسم سے خارج نہیں ہوتی وہ کہاں جاتی ہے؟" معلم نے کہا "وہ جسم کی غذا بن جاتی ہے" نوجوان گویا ہوا "پھر تمہارے تعجب کی کیا وجہ ہے جب دنیا میں ہماری کھائی ہوئی چیزوں کا کچھ حصہ جسمانی غذا کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور خارج نہیں ہوتا تو جنت میں ان کا پورا حصہ غذا کے طور پر جزو بدن کیوں نہیں بن سکتا؟

اس جواب پر استاد نے اس کا ہاتھ مروڑا اور کہا "اے نوجوان اللہ تجھے ہلاک کرے"

جیسے جیسے اس نوجوان کی عمر بڑھ رہی تھی ویسے ہی اس کے ساتھ اس کی ذہانت کی

خبریں بھی بڑھ رہی تھیں۔ جہاں بھی وہ جاتا تھا وہاں اس کی تیز فہمی اور حاضر جوابی کے تذکرے شروع ہو جاتے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ وہ نوعمری ہی کے دوران دمشق میں آئے تو دمشق کے کسی شخص کے ساتھ ایک حق کے سلسلہ میں اختلاف ہو گیا اور جب وہ دلیل کے ساتھ اسے قائل اور مطمئن کرنے میں مایوس ہو گئے تو اسے قاضی کے پاس لے گئے۔ جب دونوں قاضی کے سامنے آئے تو ایاس کا لہجہ تیز ہو گیا اور اپنے مخالف کے خلاف انہوں نے اپنی آواز بلند کی۔ قاضی نے ان سے کہا "اے لڑکے! اپنی آواز پست کر اس لئے کہ تیرا مخالف عمر اور قدر و منزلت میں تجھ سے زیادہ بڑا اور بزرگ ہے"

ایاس نے کہا: "مگر حق ان سے بھی زیادہ بڑا ہے" قاضی صاحب غضبناک ہوئے اور کہا: "خاموش ہو جا" نوجوان نے کہا "میں خاموش ہو گیا تو میری دلیل کون بیان کرے گا؟" قاضی کا غصہ اور بڑھا اور اس نے کہا "جب سے تو کمرہ عدالت میں داخل ہوا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بے کار باتیں کر رہا ہے۔"

ایاس نے کہا: "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ..... کیا یہ حق ہے یا باطل؟" اب قاضی نے پرسکون لہجے میں کہا: "رب کعبہ کی قسم۔ بالکل حق ہے۔"

مزنی نوجوان نے تمام مصروفیتوں سے کٹ کر حصول علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا علم و فضل کے سرچشموں سے اپنے دل و دماغ کو سیراب کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی کم عمری کے باوجود بڑے بڑے اکابر شیوخ اس کے سامنے جھک گئے اسے اپنا امام و پیشوا تسلیم کرنے اور اس کی شاگردی میں فخر محسوس کرنے لگے۔

عبدالملک بن مروان نے منصب خلافت پر فائز ہونے سے پہلے ایک سال میں بصرہ کا دورہ کیا تو اس نے ایاس کو دیکھا۔ ایاس اس دن جوانی کے ابتدائی مراحل میں تھے۔ ابھی اس کی مونچھوں کے بال ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اس کم عمری کے باوجود عبدالملک نے دیکھا

کہ چار باریش، قاری سبز جبے پہنے ہوئے اس کے پیچھے ہیں اور وہ ان کی پیشروی کرتا ہوا ان سے آگے ہے۔ یہ منظر دیکھ کر عبد الملک نے کہا: "ان داڑھی والوں پر حیرت ہے..... ان میں کوئی ایسا بزرگ نہیں ہے جو ان کی پیشوائی کرتا۔ انہوں نے اس لڑکے کو آگے کر رکھا ہے؟" پھر وہ ایاس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "اے جوان! تیری عمر کتنی ہے؟" ایاس نے کہا: "اللہ تعالیٰ امیر کی عمر دراز کرے! میری عمر اسامہ بن زید کی عمر کی طرح ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک لشکر کا سالار بنایا تھا۔ جس میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما جیسے بزرگ صحابہ شامل تھے۔" عبد الملک نے کہا: پیشروی کر اے جوان! پیشروی کر اللہ تعالیٰ تیری عمر میں برکت عطا فرمائے!"

ایک سال لوگ ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کے لئے باہر نکلے۔ ان کے سرخیل اور رئیس اس وقت جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک انصاری تھے جو اس دن تقریباً ایک سو سال کے تھے۔ لوگوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو انہیں کچھ نظر نہ آیا۔ مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آسمان میں گہری نظر دوڑائی اور کہنے لگے: "میں نے چاند دیکھ لیا ہے۔ یہ رہا وہ ......" وہ اس کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرنے لگے۔ مگر کسی نے اسے نہ دیکھا۔ اسی وقت ایاس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو ان کے ابرو میں ایک لمبا مڑا ہوا بال تھا جو ان کی آنکھ کے سامنے تھا۔ ایاس نے ان سے ادب کے ساتھ اجازت چاہی اور بال کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے درست کر دیا۔ پھر ان سے کہا: "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی! کیا اب بھی آپ کو ہلال نظر آتا ہے؟" حضرت انس رضی اللہ عنہ دیکھ کر کہنے لگے "میں اسے ہرگز نہیں دیکھتا...... میں اسے بالکل نہیں دیکھتا......"

اسی طرح ایاس کی ذہانت کی خبریں پھیلتی رہیں اور لوگ ہر طرف سے ان کے پاس آ کر علمی اور دینی مشکلات و مسائل پیش کرنے لگے۔ بعض تو ان میں سے دین کا علم اور معرفت حاصل کرتے تھے اور کچھ دوسرے لوگ ایاس کو عاجز کرنے اور شکست دینے کے

لئے باطل اور غلط دلائل کے ساتھ جھگڑا کرتے تھے۔

اسی قسم کی ایک روایت کی گئی ہے کہ ایک علاقے کا سردار (Land lord) ان کی مجلس میں آیا اور اس نے کہا "اے ابو وائلہ! نشہ آور چیز کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟" ایاس نے کہا "حرام ہے"

اس نے کہا "اس کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟" حالانکہ وہ خشک کھجور اور پانی کو جوش دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور یہ دونوں چیزیں حلال ہیں" حضرت ایاس نے فرمایا "کیا تم اپنی بات سے فارغ ہو چکے ہو یا کچھ اور کہنا باقی ہے نواب صاحب!" اس نے کہا "میں فارغ ہو گیا ہوں" ایاس نے فرمایا "اگر میں پانی کا ایک چلو لے کر اس کے ساتھ تجھے ماروں تو کیا وہ تجھے تکلیف دے گا؟" اس نے کہا "نہیں" پھر ایاس نے کہا "اگر میں مٹی اور گرد کی ایک لپ لے کر تجھے ماروں تو کیا وہ تجھے تکلیف دے گی؟" اس نے کہا "نہیں" حضرت ایاس نے کہا "اگر میں ایک لپ بھوسے کی لے کر تجھے ماروں تو کیا اس سے کوئی تکلیف ہو گی؟" اس نے جواب دیا "نہیں" پھر ایاس نے فرمایا "اگر میں ایک لپ گرد و غبار کی لے کر اس میں بھوسہ ملاؤں پھر اس پر پانی ڈال کر ملوں اور اس کا ڈھیلا بنا کر دھوپ میں رکھ دوں یہاں تک کہ وہ سوکھ جائے پھر میں وہ ڈھیلا تجھے ماروں تو کیا وہ تجھے کوئی تکلیف دے گا؟" اس رئیس نے جواب دیا "جی ہاں" اس سے تو آپ مجھے قتل ہی کر دیں گے" حضرت ایاس رحمہ اللہ نے فرمایا "یہی حال شراب کا ہے۔ جب اس کے اجزاء جمع کر کے خمیر پیدا کر دیا جاتا ہے تو وہ حرام ہو جاتی ہے"۔

جب حضرات ایاس کو عدالت کا منصب سونپا گیا تو ایسے واقعات ظاہر ہوئے جو ان کی انتہائی ذہانت، چارہ گری اور تدبیر کی وسعت اور حقائق سے پردہ اٹھانے کی بے نظیر صلاحیت پر دلالت کرتے ہیں۔

اسی ضمن کی ایک حکایت ہے کہ دو آدمی ان کی خدمت میں انصاف حاصل کرنے

کے لئے آئے۔ ایک کا دعویٰ تھا کہ اس نے اپنے ساتھی کے پاس کچھ مال بطور امانت رکھا تھا پھر جب میں نے وہ مال طلب کیا تو اس نے انکار کر دیا۔

حضرت ایاس نے مدعی علیہ سے امانت کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا "اگر میرے ساتھی کے پاس کوئی دلیل و شہادت ہے تو اسے پیش کرے ورنہ مجھ پر قسم لازم ہے جس کے لئے میں تیار ہوں" جب ایاس کو اندیشہ ہوا کہ یہ شخص جھوٹی قسم کے ذریعے مال ہضم کر جائے گا تو امانت کے طور پر مال دینے والے کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے "کس جگہ تو نے مال اس کے سپرد کیا تھا؟" اس نے کہا "فلاں مقام پر؟" ایاس نے فرمایا "اس جگہ کونسی چیز موجود تھی؟" اس نے کہا ایک بڑا درخت ہے جس کے نیچے سائے میں بیٹھ کر ہم نے اکٹھے کھانا کھایا تھا" اور جب ہم نے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے مال اس کے حوالے کیا تھا" حضرت ایاس نے اس سے کہا "اس مقام کی طرف جا جس میں درخت ہے 'شاید اس کے پاس جانے سے وہ درخت تجھے یاد دلا دے جہاں تو نے اپنا مال رکھا تھا اور تجھے اس کے ساتھ کئے جانے والے معاملہ سے آگاہ کر دے۔ پھر میرے پاس واپس آکر مجھے بتا کہ تو نے کیا دیکھا" وہ آدمی تو اس مقام کی طرف روانہ ہو گیا اور ایاس نے مدعی علیہ سے کہا "اپنے ساتھی کے واپس آنے تک یہیں بیٹھ" پھر ایاس دوسرے مقدمات والے آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر فیصلے کرنے لگے ساتھ ہی ساتھ پوشیدہ نظر اس مدعی علیہ کی طرف بھی دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ پر سکون اور مطمئن نظر آیا یعنی اپنے خلاف دائر کئے گئے مقدمے سے بے فکر ہو گیا تو اس کی طرف رخ کر کے اچانک پوچھنے لگے "کیا تجھے اندازہ ہے کہ تیرا ساتھی اس جگہ پہنچ گیا ہو گا۔ جہاں اس نے اپنا مال تیرے سپرد کیا تھا؟" اس آدمی نے بلا تکلف بے سوچے سمجھے کہہ دیا "ہرگز نہیں یعنی ابھی وہ اس جگہ تک نہیں پہنچا ہو گا" وہ یہاں سے بہت دور ہے "اس جواب پر ایاس نے فرمایا "اے اللہ کے دشمن! مال کا تو انکار کرتا ہے اور اس جگہ کو جانتا ہے جہاں تو نے وہ مال لیا تھا"

بخدا اللہ کی قسم تو یقیناً خائن اور بد دیانت ہے۔" ان کلمات کو سن کر وہ شخص خائف اور حیرت زدہ ہو گیا اور اس نے خیانت کا اقرار کر لیا۔ حضرت ایاس نے اسے روکے رکھا یہاں تک کہ اس کا ساتھی آ گیا تو حضرت ایاس نے اس کی امانت واپس کرنے کا اس بد دیانت کو حکم دیا۔

اسی طرح کی ایک اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ دو آدمی ان کے پاس دو پٹکاؤں سے متعلق جھگڑا لے کر آئے جو مخملی تھے اور سر پر ڈال کر کاندھوں پر لٹکائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ کا نیا اور زیادہ قیمتی تھا اور دوسرا سرخ رنگ کا بوسیدہ تھا۔ مدعی نے کہا "میں غسل کے لئے حوض میں اترا اور اپنا سبز پٹکا اپنے کپڑوں کے ساتھ حوض کے کنارے پر رکھ دیا اسی دوران میرا مخالف فریق آ گیا اور اس نے بھی اپنا سرخ دوپٹہ میرے دوپٹے کے ساتھ رکھ دیا اور حوض میں اتر گیا۔ غسل کر کے وہ مجھ سے پہلے حوض سے نکل گیا اور اپنے کپڑے پہنے میرا پٹکا اٹھایا اسے اپنے سر اور کندھوں پر ڈالا اور چل دیا۔ میں نے اس کا پیچھا کر کے اپنے پٹکے کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے اپنا قرار دیا" حضرت ایاس نے مدعی علیہ سے کہا "اس بارے میں تو کیا کہتا ہے؟" تو اس نے کہا "یہ میرا ہی پٹکا ہے اور میرے ہاتھ میں ہے" حضرت ایاس نے دعویدار سے کہا "کیا تیرے پاس کوئی دلیل و شہادت ہے؟" اس نے کہا "ہرگز نہیں" قاضی نے اپنے دربان سے کہا "مجھے ایک کنگھی لا دے" سو کنگھی لا دی گئی تو قاضی نے دونوں آدمیوں کے سر میں کنگھی کی اس طرح ان میں سے ایک کے سر سے پٹکے کی اون کے چھوٹے چھوٹے سرخ ریشے نکلے اور دوسرے کے سر سے سبز رنگ کے ریشے بر آمد ہوئے۔ تو حضرت ایاس نے سرخ رنگ کا پٹکا اس شخص کا قرار دیا جس کے سر سے سرخ ریشے نکلے تھے اور سبز رنگ کا پٹکا اسے دے دیا جس کے سر سے سبز رنگ کے ریشے بر آمد ہوئے تھے۔

ان کی ذہانت اور فراست کا ایک اور واقعہ سنئے "کوفہ میں ایک آدمی لوگوں کے

سامنے اپنی فضیلت اور نیکی کا مظاہرہ کرتا تھا ان کے سامنے اپنے زہد و تقویٰ کا اظہار اور نمائش کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی بہت تعریف ہونے لگی۔ بعض لوگوں نے اسے دیانت دار سمجھ کر سفر پر جاتے ہوئے اپنی امانتیں اس کے پاس رکھنی شروع کردیں۔ نیز موت کے وقت اپنی اولاد کے بارے میں بھی اسی کو وصیت کا حقدار قرار دینا شروع کردیا۔ چنانچہ ایک آدمی اس کے پاس آیا اور اپنا مال اس کے پاس بطور امانت رکھ دیا۔ پھر جب اسے اپنے مال کی ضرورت لاحق ہوئی تو اس سے طلب کیا۔ مگر اس نے انکار کردیا۔ امانت رکھنے والے نے حضرت ایاس کے پاس شکایت کی تو انہوں نے شکایت کرنے والے سے کہا "کیا تیرے ساتھی کو علم ہے کہ تو میرے پاس شکایت لے کر آئے گا؟" اس نے کہا "نہیں" حضرت ایاس نے فرمایا "تو واپس چلا جا اور کل میرے پاس آنا" پھر ایاس نے اس آدمی کو بلا بھیجا جس کے پاس امانت رکھی گئی تھی اور اسے کہا "میرے پاس یتیموں کے لئے بہت سا مال جمع ہوگیا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ مال میں تیرے سپرد کردوں اور ان کے بارے میں وصیت تیرے حوالے کردوں تو کیا تیرا گھر محفوظ ہے اور یہ معاملات نبٹانے کے لئے تجھے کھلی فرصت حاصل ہے؟" اس نے کہا "جی ہاں اے محترم قاضی!" پھر ایاس نے کہا "کل مال رکھنے کی جگہ تیار کرکے میرے پاس آنا" اپنے ساتھ بوجھ اٹھانے والے بھی لیتے آنا" اگلے دن شکایت کنندہ آیا تو اسے قاضی نے کہا "اپنے ساتھی کے پاس جاکر اس سے اپنا مال طلب کرو اگر وہ انکار کرے تو اس سے کہو "میں قاضی کے پاس تیری شکایت کروں گا" چنانچہ وہ اس ریاکار خائن درویش کے پاس آیا اور اس سے اپنا مال طلب کیا مگر اس نے وہ مال دینے سے صاف انکار کردیا۔

تو اس نے اسے دھمکی دی کہ میں قاضی کے پاس تیری شکایت کروں گا۔ جب اس نے یہ بات سنی تو فوراً اس کا مال اس کے حوالے کردیا اور اس کی دلجوئی بھی کی۔ مال حاصل کرکے وہ آدمی حضرت ایاس کے پاس آیا اور عرض کیا "میرے ساتھی نے میرا حق مجھے عطا

کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے!" پھر وہ ریاکار زاہد اپنے مقررہ وقت پر قاضی کے پاس آیا اس کے ساتھ بوجھ اٹھانے والے بھی تھے۔ قاضی نے اسے سخت ڈانٹ پلائی اور خوب رسوا کیا پھر اسے کہا "تو بہت ہی برا آدمی ہے اے اللہ کے دشمن! تو نے دین کو دنیا شکار کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے..............

انتہائی تیز ذہانت' غور و فکر کی اعلیٰ قوت اور بلا تامل فیصلے تک فوری پہنچنے کی صلاحیت کے باوجود بعض اوقات حضرت ایاس کو ایسے شخص کا بھی سامنا ہوا جو ترکی بہ ترکی دلیل کا جواب دلیل سے دیتا رہا۔ بات کرنے کی تمام راہیں ان پر بند کر دیتا اور دلیل کے ساتھ انہیں خاموش کر دیتا تھا۔

انہوں نے اپنے بارے میں فرمایا "مجھ پر ایک شخص کے سوا کوئی غالب نہیں آسکا۔ وہ اس طرح کہ میں کمرہ عدالت میں تھا (بصرہ میں) تو ایک شخص نے میرے پاس آکر گواہی دی کہ فلاں باغ فلاں شخص کی ملکیت ہے اور اس نے وہ باغ میرے نام کر دیا ہے۔ میں نے اس کی شہادت کو جانچنا چاہا تو میں نے اس سے کہا "باغ کے درختوں کی تعداد کتنی ہے؟" اس نے تھوڑی دیر اپنا سر جھکایا پھر اسے اٹھایا اور کہا "جناب قاضی کتنی مدت سے آپ اس مجلس عدالت میں فیصلے کرتے آرہے ہیں؟" میں نے کہا "اتنے سالوں سے" اس نے کہا "اس کمرہ عدالت کی چھت کے کتنے بالے ہیں؟" مجھے ان کی تعداد معلوم نہیں تھی سو میں نے کہا "تو حق پر ہے" پھر میں نے اس کی شہادت کو قبول کرلیا۔

جب حضرت ایاس بن معاویہ چھہتر سال کی عمر کو پہنچے تو انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے باپ کو خواب میں دو گھوڑوں پر سوار دیکھا کہ دونوں گھوڑے اکٹھے دوڑ رہے ہیں مگر نہ وہ اپنے باپ سے آگے بڑھے اور نہ ان کے والد ان سے آگے بڑھ سکے ان کے والد کی وفات چھہتر سال کی عمر میں ہوئی تھی۔

ایک رات حضرت ایاس رحمہ اللہ اپنے بستر پر آئے اور اپنے اہل خانہ سے کہا "کیا تم

باقی ص ۲۷ پہ